سالِ نو کی نمود

تحریر: فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ امام وخطیب الحرم المکی الشریف

حمد وثناء کے بعد، اے بندگانِ الٰہی!

بہترین بات جو بطور نصیحت کافی ہے، جو حق ہے اور جس میں کوئی نقص نہیں، یہ ہے کہ جلوت اور خلوت میں اللہ کا تقویٰ اپنایا جائے۔ چنانچہ اللہ سے ڈرتے رہو اور یاد رکھو کہ دنیا محض ایک گزرگاہ ہے اور تیزی سے اپنے انجام کی جانب بڑھ رہی ہے، اس کی حقیقت سراب اور فریب نظر ہے۔ اس میں موجود ہر بندہ یا تو نعمتوں اور اچھے ٹھکانے کی جانب بڑھ رہا ہے یا بدبختی اور وبال کی طرف۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾[الحشر:۱۸] ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اُس نے کل کیلئے کیا سامان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے اُن سب اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔''

بہترین زادراہ اللہ کا ڈر ہے، اس بات کو خوب سمجھ لو، چنانچہ مستعد ہو جاؤ اور لایعنی باتوں سے باز آجاؤ، اللہ کا ڈر دونوں جہانوں کی دولت ہے، چنانچہ اس سے چمٹ جاؤ کیونکہ ایک لاچار غلام کی عزت اسی میں ہے۔

اے اہل اسلام! موجودہ وقت جس میں مادی مصائب کا بے ہنگم طوفان برپا ہے، دلوں پر غفلت اور تاریکیوں کے پردے پڑے ہوئے ہیں اور وہ کھلی آیات اور نشانیوں سے منہ پھیر چکے ہیں، ان حالات میں سلیم الفطرت طبیعتیں بے تاب ہیں کہ عبرتوں سے بھرپور واشگاف اقوال اور حق کی جانب موڑ دینے والی نشانیوں سے نصیحت حاصل کریں کہ جن کے ذریعے دل غفلت اور اعراض کی راہ چھوڑ کر پاکیزگی اپنائیں اور ان میں خشیت الٰہی جاگزیں ہو جائے۔ ایسی ہی نشانیوں میں سے ایک نشانی مہینوں اور سالوں کا پے در پے گزرتے چلے جانا، گھڑیوں اور دنوں کا تیزی سے طے ہوتا ہوا سفر اور خواہشات اور آرزوؤں کے پورے ہوئے بغیر عمروں اور زندگیوں کا فنا ہوتے چلے جانا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ﴾[النور:۴۴] ''وہ رات

اور دن کا الٹ پھیر کر رہا ہے، اس میں ایک سبق ہے آنکھوں والوں کیلئے۔''

اے امت اسلامیہ! یہ دیکھو کہ تم ایک ایسے سال کو الوداع کہہ چکے ہو جس کے دن اور مہینے بیت گئے اور اب وہ حوالہ ماضی ہو چکا ہے، اس کے کاغذ اور قلم خشک ہو گئے اور اس میں کمائے گئے نیک یا برے اعمال سے اللہ خوب واقف ہے۔ چنانچہ مقام مسرت ہے اس شخص کیلئے جو استقامت کے ساتھ نیکیوں کی روش پر چلتا رہا اور افسوس ہے اس عصیاں شعار اور مجرم پر جس نے برائیوں کو گلے سے لگائے رکھا۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿فَلاَ تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنيَا وَ لَا يَغُرَّنَّكُم بِاللّٰهِ الْغَرُورُ﴾ [لقمان:۳۳] ''پس یہ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکہ باز تم کو اللہ کے معاملے میں دھوکا دینے پائے۔''

امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کندھے سے پکڑا اور فرمایا: ''دنیا میں یوں رہو گویا کہ کوئی پردیسی ہو یا راہ چلتا مسافر۔''

اللہ کے بندو! یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زندگی یقینی طور پر ختم ہو جانے اور انجام کو پہنچنے والی ہے۔ چنانچہ چوکنا رہو اس بات سے کہ کہیں دھوکے اور فریب کے اس گھر کی جانب مائل نہ ہو جانا، تیری حیثیت یہاں ایک راہی کی ہے، تجھے لامحالہ یہاں سے کوچ کرنا ہے۔ ہائے افسوس اس آدمی پر جو نیند اور غفلت میں مدہوش ہے حالانکہ عمر سال بہ سال گزرتی چلی جا رہی ہے۔ کیا تو یونہی حال مست ہو کر حد درجہ سرکشی اپنائے رکھے گا؟ کتنے ہی مہینے اور سال ہیں جو تو نے برباد کر ڈالے اور انہیں لہو ولعب کی سرمستیوں میں جھونک چکا؟ کتنے ہی واجبات ہیں جن کا تو تارک ٹھہرا؟ اور کتنے حقوق ہیں جو تو نے پامال کئے؟

میرے پروردگار! تیری دہائی ہے! اے مسلمان! آخر کس لمحے کیلئے تو نے اپنی توبہ موقوف رکھی ہے؟ تو نے اپنی واپسی کو کس ساعت کیلئے اٹھا رکھا ہے؟ ﴿وَ لَن يُؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْساً اِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ [المنافقون:۱۱] ''حالانکہ جب کسی کی مہلت عمل پوری ہونے کا وقت آ جاتا ہے تو اللہ اُس کو ہرگز مزید مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے باخبر ہے۔''

گزرتے دن تیری عمر کاٹتے چلے جا رہے ہیں، تیری آرزو کی طولانیاں روز افزوں ہیں حالانکہ موت کا پنجہ اچانک تجھے دبوچنے والا ہے۔ شب و روز کا رواں پہیہ تیرے دل اور بدن کو تراشتا چلا جا رہا ہے۔

موت تجھے پوری دردمندی سے پکارتی ہے کہ اے بگھارنے والے! میں تجھ سے، ہاں ہاں! تجھی سے مخاطب ہوں۔ تو کب تک مبتلائے فریب رہے گا؟ آخر وہ کون سی گھڑی ہے جب تو اس روش سے باز آئے گا؟

اے بندگانِ الٰہی! انسان کی حالت کتنی تعجب خیز ہے کہ موت کی حقیقت کو مانتا ہے لیکن پھر بھی اسے فراموش کیے رکھتا ہے۔ اپنی تقصیر کا معترف ہے لیکن اس کے باوجود اسی میں سرمست ہے۔ اپنی صحت وتندرستی پر کس قدر نازاں ہے اور ان مثالوں سے آنکھیں بند کیے رکھتا ہے جو ہمیشہ اس کی نگاہوں کے سامنے ہیں؟

زوال پذیر، حقیر اور تلخ حقائق پر قائم اس دنیا سے چمٹا رہتا ہے جس کا شہد مکھیوں کے ڈنک سے آلودہ ہے اور جس کا پھل کانٹوں سے بھرپور ہے، فریب خوردہ فرزند آدم سے جمع کرنے اور سمیٹنے میں لگا ہوا ہے اور کسی خیر خواہ کی نصیحت پر کان نہیں دھرتا۔ اے مبتلائے تقصیر انسان! شیطان کی فرمانبرداری کرنے، قیمتی وقت برباد کر دینے، خواہشات کے پندار میں الجھنے اور حق سے منہ موڑنے پر تجھے اس روز آخر کا ہے کا افسوس ہوگا کہ: ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَراً وَ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهُ أَمَداً بَعِيدًا وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ وَاللّٰهُ رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ﴾ [آل عمران: ۳۰] ''جس دن ہر نفس اپنے کئے کا پھل حاضر پائے گا خواہ اُس نے بھلائی کی ہو یا برائی اس روز آدمی یہ تمنا کرے گا کہ کاش ابھی یہ دن اس سے بہت دور ہوتا! اللہ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں کا نہایت خیر خواہ ہے۔''

اے اہلِ ایمان! خوش بخت وہی ہے جو دنیا کو اپنے لئے ذخیرہ بناتا رہے، شب وروز نیکیاں کمائے، اپنے حساب کتاب اور اپنی قبر کی تیاری کرے اور روز قیامت کی ہولناکیوں سے اور آفتاب کے لب بام آجانے سے لرزہ براندام رہے۔ اپنے دل کو ایسے گھر کی رغبت سے بچائے رکھ جس نے بہت سے گروہوں کو دھوکا دیا اور وہ اسی کو منتہائے مقصود سمجھ بیٹھے۔

برادران ایمان! تم ایک سال کو الوداع کہہ چکے ہو اور دوسرے کی دہلیز پر قدم رکھ چکے ہو، تمہیں چاہیے کہ اخلاص اور پشیمانی سے لبریز اور سچی توبہ اللہ کے حضور پیش کرو، اپنا محاسبہ کر لو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، اپنے اعمال خود تول لو قبل اس کے کہ تمہارے لئے میزان لگایا جائے۔ خود سے پوچھو کہ سال گزشتہ کو تم نے کیسے بِتایا اور کہاں لگایا؟ تاکہ آنے والے وقت میں سابقہ غلطیوں کی تلافی ہو سکے۔

قسم ہے اللہ کی! دانا وہی ہے جو اپنی سانسوں کی نگرانی کرے اور خود کو سرزنش کے کٹہرے میں کھڑا کرے، جو اپنے حواس پر پہرہ بٹھائے اور ان کا محاسبہ کرے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''روز قیامت فرزند آدم کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہلیں گے جب تک اس سے چار سوالات نہ پوچھ لئے جائیں کہ اس نے اپنی عمر کہاں لگائی؟ اپنا شباب کہاں لٹایا، اپنا مال کہاں سے سمیٹا

اور کہاں خرچ کیا؟ اور اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟''

یوں آدمی کے خلاف گواہی اس کے وجود سے ہی ہوگی اور ہر آدمی اپنے بھلے برے کام کا، اپنے لمحات اور ایام کا اور اپنے مہینوں اور سالوں کا جوابدہ ہے۔ ﴿لاَ تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا اِلَى مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَ مَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ○قَالُوا يَا وَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ﴾[الاسراء:١٣-١٤]

''ہر انسان کا شگون ہم نے اُس کے اپنے گلے میں لٹکا رکھا ہے، قیامت کے روز ہم ایک نوشتہ اُس کیلئے نکالیں گے جسے وہ کھلی کتاب کی طرح پائے گا۔ پڑھ اپنا نامہ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کیلئے تو خود ہی کافی ہے۔'' باقی رہنے والی نیکیاں ہی اصل اثاثہ ہیں، انہی کی بناء پر ہم جنتوں میں بدلہ پائیں گے اور خوشی سے سرشار ہوں گے۔ مکمل کامیابی اپنے رب کی فرمانبرداری ہے اس لئے کہ جو اس کا نافرمان ہوتا ہے، حیران و پریشان اور بے یار و مددگار رہ جاتا ہے۔

اے اہل اسلام! اسلامی سالِ نو کی نمود کے اس مرحلے پر باوجودیکہ ہماری امت افراق کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے اور ہمارے بھائیوں کو ظالموں اور دشمنوں کی طرف سے گوناگوں سختیوں اور نوع بہ نوع مصائب و آلام کا سامنا ہے تو ان حالات میں اس یقین کو مزید پختہ کرنے کی ضرورت ہے کہ امت کی عزت، نصرت اور قوت کا سارا سامان عقیدے پر مضبوطی سے کاربند ہونے اور ان تمام اخلاقی اقدار کو اپنانے میں پنہاں ہے جن کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

تمام تر معاصر چیلنجز کے باوصف امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے دین کی سرفرازی، اپنے خطوں کے امن و امان، اپنی صفوں کے اتحاد اور غیروں کے ساتھ حکمت اور اعتدال کا معاملہ اپنانے کیلئے اپنی دینی اور تاریخی ذمہ داریوں کو بروئے کار لائے، غیروں کے ساتھ معاملہ بندی کرتے وقت نہ تو غلو، ظلم اور بے جا سختی کی کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی ان سے بالکل الگ تھلگ رہنے کی۔

حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے جہاں سے بھی ملے، وہی اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ امت کی عظیم مصلحتوں کا خیال رکھنا، انسان اور اقوام کے حقوق کی پاسداری کرنا، امت کو آزمائشوں اور جنگوں کی تباہیوں سے دور رکھنا، حق کو نمایاں اور عدل کو مستحکم کرنا، آزادیوں کی پاسداری کرنا، خون کی حفاظت کرنا اور دنیا میں امن و سلامتی کے فروغ کیلئے امن عامہ اور اجتماعی سلامتی کا خیال رکھنا ایک مومن کی ذمہ داری ہے تا کہ امن و سلامتی کے متعلق اور بین الاقوامی تنظیموں کے اصلاحی اور عملی کردار کے متعلق دنیا یکسر ناامید نہ ہو جائے اور اس

سارے عمل کے دوران مومن کو چاہیے کہ دوہرے معیاروں سے اور باعثِ ننگ باتوں سے دامن بچائے۔ صلح ہو یا جنگ، سیاست ہو یا معیشت اور صنف نازک کا معاملہ ہو یا معاشرے کا تمام معاملات میں اپنے اصول وقواعد پر سختی سے کاربند رہے۔ میانہ روی اور اعتدال کی روش اپنائے، تفریق، تعصب، تشدد اور ظلم و جبر سے کلی طور پر کنارا کش رہے۔ جہل، افلاس اور تفرقہ واختلاف کی بیماریوں کا مداوا کرنے کی سعی کرے اور علوم ومعارف، تہذیب وتمدن کے ساتھ ساتھ وحدت، اتفاق، اتحاد اور یگانگی کو پروان چڑھائے۔ ان مقاصد کیلئے جدید دور میں دستیاب ان تمام وسائل سے بھرپور فائدہ اٹھائے جن سے امت اسلامیہ یا ملک وملت کی بہتری کا کوئی امکان ہو۔

ہمیں چاہیے کہ اس آیت کریمہ کو اپنا شعار اور پہچان بنائیں کہ ﴿وَ لَا تَيْأَسُوا مِن رَّوْحِ اللّٰهِ إِنَّ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ [یوسف: ۸۷] ''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اس کی رحمت سے تو بس کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔'' ہمیں چاہیے کہ صرف ایک واحد وقہار ذات سے حصولِ مدد کیلئے امید لگائیں۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِنْ تَنصُرُوا اللّٰهَ يَنصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ [محمد: ۷] ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جمادے گا'' کیا ہر جگہ ہمارے ساتھ اللہ کی مدد کا وعدہ نہیں ہوا؟ اور اللہ کا وعدہ تو سچا اور حتمی ہوتا ہے، کیوں نہیں؟ دراصل ہم ہی نے اللہ کی مدد نہیں کی ورنہ وہ تو ہمارا یاور ہے وہ تو جو چاہتا ہے، مخلوق میں نافذ کردیتا ہے۔

اے زخمی فلسطین میں اور بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے اطراف واکناف میں آباد ہمارے پیارو! خوش ہو جاؤ کہ پریشانی اور مصیبت ختم ہونے والی ہے اور پُر امید رہو کہ استحکام اور کشادگی ملنے والی ہے۔ اے ملکِ شام میں آباد ہمارے احباب! تمہارے لئے فیصلہ کن اور کامل مدد کی خوشخبری ہے اگرچہ ظالم اور کمینوں نے تمہارے ساتھ خیانت کی ہے اور تباہی اور بربادی پھیلائی ہے۔

اے ہمارے برمی اور اراکانی بھائیو! خوش ہو جاؤ کہ تاریکی چھٹنے والی ہے کیونکہ اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ ﴿وَ لَيَنصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنصُرُهُ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ [الحج: ۴۰] ''اللہ ضرور اُن لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے، اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔'' خلوص کی حرارت سے لبریز آوازہ اور ارض حرمین کی جانب سے شفقت بھرا کردار جو غیور موقف کا علمبردار ہے، ہم چار دانگ عالم میں مجبور ومقہور بھائیوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اس تاکید کے ساتھ کہ ''اگر تمہاری نیندیں اجڑی ہیں تو ہماری آنکھیں بھی تمہارے غم میں اشکبار ہیں اور اگر تم آسودہ حال ہوتے ہو تو وہ آسودگی بھی ہمارے مابین تقسیم ہو جاتی ہے۔ تمہاری خوشی میں ہماری خوشی

ہے اور تمہارے تحفظ میں ہمارا تحفظ ہے، محرومی ہو یا بہرہ مندی اور تنگی ہو یا آسودگی، ہم ہر چیز میں برابر ہیں۔" ﴿وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾[المنافقون:٨] "عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کیلئے ہے، مگر یہ منافق جانتے نہیں ہیں۔"

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد، اے اہل اسلام! تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہنے والے، منفرد اور جاودانی عبرتوں سے بھرپور اور سن ہجری کے آغاز میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات میں سے ایک واقعہ ہجرت نبوی ﷺ ہے۔ اگر آپ تصور کر پائیں تو یہ ایسا عظیم اور منفرد واقعہ ہے جو ہمیشہ پر امید رہنے کے سبق سے بھرپور ہے اور امید بھی کونسی؟ نصرتِ الٰہی کی امید خواہ اس میں کتنی ہی تاخیر ہو جائے، عزت و قوت کی امید خواہ دشمن کی سرکشی حد سے بڑھ جائے، ظلم و جور کے انجام کی امید خواہ وہ کتنا ہی بے لگام ہو جائے اور اسلام کے روشن مستقبل کی امید خواہ اس کی سحر کے طلوع ہونے اور اس کی کرنوں کے جگمگانے میں کتنا ہی وقت لگ جائے۔

اسی طرح یہ واقعہ اللہ کے بارے میں مضبوط حسن ظن کا بھی انوکھا سبق ہے کہ اس کے سوا کوئی فریادرس، کوئی مددگار اور کوئی پناہ عطا کرنے والا نہیں جس کی وضاحت نبی کریم ﷺ کے قول سے ہوتی ہے جنہیں اپنے رب پر پختہ یقین تھا کہ "اے ابوبکرؓ! ان دو لوگوں کے متعلق تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔" ہمیں بھی اپنے آقا و مولا پر بھرپور اعتماد ہے جو ہر گزرتے لمحے مزید بڑھ رہا ہے، ہم اس سے آس لگاتے ہیں اور وہ ہم پر رحم فرماتا ہے، ہم اس سے امید باندھتے ہیں اور وہ ہماری خطا پوشی کرتا ہے۔ اسی کی جناب سے سب کو مدد ملتی اور حیاتِ نو میسر آتی ہے۔ ہم اس کے حضور دعا گو ہیں اور اس سے حسنِ خاتمہ کے ساتھ ساتھ عفو و بخشش کے طلبگار ہیں کہ آخر عمر تو بہر حال انجام کو پہنچنے والی ہے۔

اے احبابِ گرامی! خلاصہ کلام یہ ہے کہ نئے سال میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اس سے پہلے کہ تمہیں اللہ کی جانب چلایا جائے تم خود اس کی جانب بڑھو، جو تمہاری بھلائی اور آسانی چاہتا ہے، اس کی فرمانبرداری کرو، اپنے آپ کو نیکیوں میں کھپا ڈالو اور ہر چھوٹے اور بڑے کام میں رضائے باری تعالیٰ کو پیش نگاہ رکھو، یوں تم جنتوں سے اور عمدہ ترین ٹھکانے سے بہرہ مند ہو جاؤ گے۔ سلسبیل و کوثر پر تمہارا، ورود ہوگا اور حلمِ الٰہی سے تم نصرت، قوت اور عزت کے مستحق ٹھہرو گے۔

اے اللہ! اپنے دین، اپنی کتاب، اپنے نبی ﷺ کی سنت اور اپنے اہل ایمان بندوں کی مدد فرما۔

اے اللہ! ہم تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفاف اور ثروت کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارا دین سدھار دے جو ہماری پناہ گاہ ہے۔ ہمارے لئے ہماری دنیا بھی سدھار دے جس میں ہماری معاش کا سامان ہے، ہمارے لئے ہماری آخرت بھی بہتر بنا جہاں ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ زندگی کو ہمارے لئے ہر بھلائی میں اضافے کا اور موت کو ہر برائی سے راحت کا سبب بنا۔

اے اللہ! ہر جگہ دین کی بنیاد پر، ستائے جانے والے ہمارے بھائیوں کی مدد فرما، اے اللہ! فلسطین میں ان کی مدد فرما، اے اللہ! فلسطین میں غاصب وقابض یہودیوں کے خلاف ان کی مدد فرما۔

اے اللہ! مسجد اقصیٰ کو آزادی عطا فرما۔ اے اللہ! مسجد اقصیٰ کو آزادی عطا فرما۔ اے اللہ! مسجد اقصیٰ کو آزدی عطا فرما۔ اے اللہ! مسجد اقصیٰ کو غاصب و قابض یہودیوں کی نجاست سے پاک کر دے۔ اے اللہ! اسے روز قیامت تک سربلند اور غالب رکھ، اے اللہ! موت سے قبل ایک بار ہمارے لئے اس مسجد میں نماز مقدر کر دے۔ اے اللہ! ملکِ شام میں ہمارے بھائیوں کا والی بن جا، اے اللہ! ظالموں اور سرکشوں کے خلاف ان کی مدد فرما، اے اللہ! یقیناً وہ مظلوم ہیں ان کی مدد فرما۔ اے اللہ! یقیناً وہ مظلوم ہیں ان کی مدد فرما۔ اے اللہ! یقیناً وہ مظلوم ہیں ان کی مدد فرما۔ اے لاچاروں کی مدد کرنے والے! اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ آمین یارب العالمین!

حافظ حمزہ آصف کے تکمیل حفظِ قرآن کے موقع پر رئیس الجامعہ کا خطاب

جناب آصف شفیق کے بیٹے حمزہ آصف کے قرآن مجید مکمل حفظ کرنے کے موقع پر جامعہ میں ایک عظیم الشان تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ مورخہ 3 ستمبر بروز منگل بعد از نماز مغرب جامعہ میں اس تقریب کا آغاز قاری محمد شعیب امام و مدرس جامع مسجد آمنہ اہل حدیث کے ڈی سی فیکٹری کی تلاوت سے ہوا، اور جامعہ کے طلبہ نے حمد و نعت پیش کی۔ بعد ازاں رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے قرآن مجید کی فضیلت اور حفظ قرآن کے فضائل کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ اس موقع پر مدیر الجامعہ حافظ احمد حقیق، جامعہ کے اساتذہ وطلبہ کے علاوہ جناب حفیظ اللہ بٹ، حافظ سمیع کھوکھر ایڈووکیٹ کے علاوہ حافظ حمزہ آصف کے اعزہ واقرباء نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ آخر میں مہمانوں کی پُر تکلف ضیافت کی گئی۔